اَحکام وشرائع
محمد ارشد کمال

رمضان المبارک کے فضائل واَحکام

رمضان المبارک کا سارا مہینہ ہی برکتوں والا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے شہر مبارك کہا ہے جیسا کہ سیدنا ابوہریرہؓ یہ فرمان نبویؐ بیان کرتے ہیں:

«أتاكم رمضان، شهر مبارك، فرض الله عزوجل عليكم صيامه، تُفْتَح فيه أبواب السماء وتُغْلَق فيه أبوابُ الجحيم، وتُغَلُّ فيه مَرَدَةُ الشَّياطين، لله فيه ليلةٌ خير من ألف شهر من حُرِم خيرَها فقد حُرِمَ»

(سنن نسائی:۲۱۰۶ صحیح)

''تمہارے پاس رمضان کا بابرکت مہینہ آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کئے ہیں۔ اس میں آسمان کے دروازے کھول دیے اور جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں۔ سرکش شیاطین بھی جکڑ دیے جاتے ہیں۔ اس ماہ میں ایک ایسی رات بھی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جو کوئی اس کی خیر وبھلائی سے محروم کردیا گیا تو وہ (ہر خیر سے) محروم کردیا گیا۔''

سحری میں برکت

سیدنا انسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«تَسحَّروا فإن في السحور بركة» (صحیح بخاری:۱۹۲۳)

''سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہوتی ہے۔''

سیدنا عرباض بن ساریہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے رمضان میں سحری کے لیے بلایا اور فرمایا: «هلمَّ إلى الغداء المبارك» (سنن ابوداود:۲۳۴۴ صحیح)

''آؤ، برکت والا کھانا کھالو''

ماہ رمضان میں تمام مسلمان اُنتیس یا تیس دن بلاناغہ سحری کھاتے ہیں۔ اس لحاظ سے رمضان کے پورے مہینے میں مسلسل برکتوں کا نزول ہوتا رہتا ہے۔

افطاری کی کھجور میں برکت

سیدنا سلمان بن عامرؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إذا أفطر أحدكم فليفطر على تمر فإنه بركة فإن لم يجد تمرًا فالماء فإنه طهور» (سنن ترمذی:۶۵۸ صحیح)

''جب تم میں سے کوئی (روزہ) افطار کرے تو وہ کھجور سے افطار کرے، کیونکہ وہ باعثِ برکت ہے۔ اگر کھجور نہ ملے تو پھر پانی سے افطار کرے کیونکہ وہ باعثِ طہارت ہے۔''

ماہِ رمضان میں مسلسل سحری و افطاری کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور افطار کے وقت کھجور بھی خوب کھائی جاتی ہے۔ لہٰذا پورے مہینے میں صبح و شام مسلسل برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔

برکت والی رات

اِرشادِ باری تعالیٰ ہے

﴿حٰمٓ، وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ، اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ﴾ (الدخان:۱تا۳)

''حم۔ اس وضاحت والی کتاب (قرآن) کی قسم! یقیناً ہم نے اسے بابرکت رات میں نازل فرمایا، بے شک ہم ڈرانے والے ہیں۔''

یہاں بابرکت رات سے مراد لیلۃ القدر ہے جیسا کہ قرآنِ مجید میں دوسرے مقام پر یوں صراحت ہے: ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ﴾ (القدر:۱)

''بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شبِ قدر میں نازل کیا۔''

ایک مقام پر یوں صراحت فرما دی: ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ﴾ (البقرۃ:۱۸۵) ''ماہِ رمضان وہ (مہینہ) ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔''

ان آیات سے پتا چلا کہ قرآن مجید ماہ رمضان ہی کی ایک برکت والی رات یعنی لیلۃ القدر میں اتارا گیا اور لیلۃ القدر رمضان المبارک کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات ہے۔

شبِ قدر کے بابرکت ہونے میں کیا شبہ ہوسکتا ہے کہ ایک تو اس میں قرآن کا نزول ہوا۔ دوسرے، اس میں فرشتے اور روح الامین کا نزول ہوتا ہے۔ تیسرے، اس میں سارے سال

میں ہونے والے واقعات کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ چوتھے، یہ رات ہزار مہینے سے بھی افضل ہے۔ پانچویں، یہ رات صبح ہونے تک سلامتی ہی سلامتی ہے۔

ثواب میں برکت

رمضان المبارک میں کیے ہوئے نیک اعمال کے ثواب میں بھی بہ نسبت دوسرے مہینوں کے اضافہ اور برکت ہوتی رہتی ہے۔ سیدنا ابن عباس کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری خاتون سے پوچھا: تو نے ہمارے ساتھ حج کیوں نہیں کیا؟ وہ کہنے لگی کہ ہمارے پاس صرف دو ہی اونٹ تھے۔ ایک پر میرا خاوند اور بیٹا سوار ہوکر حج کرنے چلے گئے جبکہ دوسرا اونٹ ہمارے لیے چھوڑ گئے جس پر ہم پانی لاتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: «فإذا جاء رمضان فاعتمري فإن عمرة فيه تبدل حجة» (صحیح مسلم:۱۲۵۶)

''جب رمضان آئے تو عمرہ کرلینا کیونکہ رمضان کا عمرہ (ثواب میں) حج کے برابر ہے۔''

نیز سیدنا وہب بن خنبش، ابومعقل اور سیدنا جابرؓ سے بھی یہی مروی ہے کہ

"عمرة في رمضان تعدل حجة" (سنن ابن ماجہ: ۲۹۹۱،۲۹۹۳،۲۹۹۵ صحیح)

''رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے۔''

امام ابن جوزیؒ فرماتے ہیں: فيه أن ثواب العمل يزيد بزيادة شرف الوقت كما يزيد بحضور القلب وبخلوص القصد (فتح الباری:۳/۷۶۳)

''اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ جس طرح حضور قلب اور اخلاص نیت کی بنا پر عمل کا ثواب بڑھ جاتا ہے اس طرح مبارک وقت کی مناسبت سے بھی عمل کا ثواب بڑھ جاتا ہے۔''

رمضان المبارک کے فضائل

ماہِ رمضان فضائل کے باب میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ کتاب وسنت میں سب مہینوں سے بڑھ کر اسی کے فضائل بیان ہوئے ہیں۔ قرآنِ مجید میں اسلامی مہینوں میں سے صرف ماہِ رمضان ہی کا نام لے کر ذکر کیا گیا ہے۔ دنیا میں دیگر مہینوں کی بہ نسبت اسی کے فضائل و مسائل پر مشتمل بیسیوں کتب اب تک منصۂ شہود پر آچکی ہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ ان شاء اللہ!

① **نزولِ قرآن:** ماہِ رمضان المبارک کو ایک یہ بھی بے مثل فضیلت حاصل ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا آخری کلام قرآنِ مجید نازل ہوا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ﴾

''ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کی ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت اور حق و باطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں۔'' (البقرۃ:۱۸۵)

رمضان المبارک کی یہی فضیلت کافی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا کلام نازل ہوا جو سب سے اعلیٰ، خوبصورت اور جامع و مانع کلام ہے۔ دنیا کے تمام دانشور، ادیب اور فصیح مل کر بھی کلام الٰہی جیسی ایک بھی آیت نہیں بنا سکتے۔ یہ کلام لوگوں کے لیے ہدایت ہے۔ شرک و بدعت کے اندھیروں میں روشنی کا چراغ ہے۔

② **گناہوں کی بخشش:** سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«من قام ليلة القدر إيمانا واحتسابا غفر له ماتقدم من ذنبه ومن صام رمضان إيمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه» (صحیح بخاری:۱۹۰۱)

''جو کوئی شبِ قدر میں ایمان کے ساتھ اور حصولِ ثواب کی نیت سے عبادت میں کھڑا ہو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور جس نے رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رکھے، اس کے بھی اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔''

* سیدنا ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« من قام رمضان إيمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه» (صحیح مسلم:۷۵۹)

''جس نے رمضان میں ایمان کی وجہ سے اور ثواب کی نیت سے قیام کیا تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔''

* سیدنا کعب بن عجرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''(لوگو!) میرے منبر کے پاس حاضر ہو جاؤ، ہم لوگ حاضر ہو گئے۔ جب آپ ﷺ منبر کی پہلی سیڑھی پر چڑھے تو فرمایا: 'آمین'، دوسری پر چڑھے تو فرمایا: 'آمین'، جب تیسری پر چڑھے تو فرمایا: 'آمین' پھر جب آپ ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے تو ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے آج آپ سے خلافِ معمول 'آمین' سنی ہے، پہلے کبھی اس طرح نہیں سنی

تھی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: «إن جبريل عليه الصلاة والسلام عرض لي. فقال:بُعدًا لمن أدرك رمضان فلم يغفرله، قلت: آمين، فلما رقيت الثانية قال: بُعدًا لمن ذكرت عنده فلم يصل عليك قلت: آمين. فلما رقيت الثالثة قال: بعد لمن أدرك ابواه الكبر عنده أو أحدهما فلم يُدخلا الجنة قلت:آمين» (مستدرک حاکم:۱۵۴/۴، وقال صحیح الاسناد ووافقہ الذہبی)

''بے شک (جب میں پہلی سیڑھی پر چڑھا) تو حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے پاس حاضر ہوکر بددعا کرنے لگے: وہ شخص رحمتِ الٰہیہ سے دور ہوجائے جو رمضان کا مہینہ پالے پھر اس کی بخشش نہ ہو۔ میں نے آمین کہا۔ جب میں دوسری سیڑھی پر چڑھا تو جبریل نے کہا: وہ شخص رحمتِ الٰہیہ سے دور ہو جس کے پاس آپ ﷺ کا ذکر کیا جائے اور وہ آپ ﷺ پر درود نہ بھیجے، میں نے آمین کہا اور جب تیسری سیڑھی پر چڑھا تو جبریل نے پھر بددعا کی کہ وہ شخص رحمتِ الٰہیہ سے دور ہو جس کے سامنے اس کے ماں اور باپ دونوں کو یا ایک کو بڑھاپا پہنچا اور اُنہوں نے اسے جنت میں داخل نہ کرایا، تو میں نے آمین کہا۔''

٭ سیدنا ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«الصلوات الخمس والجمعة إلى الجمعة ورمضان إلى رمضان، مكفرات ما بينهن إذا اجتنب الكبائر» (صحیح مسلم:۲۳۳)

''پانچوں نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک درمیانی مدت کے گناہوں کو مٹا دینے والے ہیں جب کہ کبیرہ گناہوں سے بچا جائے۔''

معلوم ہوا کہ ماہِ رمضان میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت، بخشش اور مغفرت کی موسلا دھار بارش ہوتی ہے جس میں ایمان داروں کو گناہوں کی گندگی اور پلیدی سے پاک صاف ہونے کا ایک سنہری موقع فراہم کیا جاتا ہے تو جو شخص اس سے فائدہ نہ اُٹھائے بلکہ اپنے نفس کو گناہوں کی نجاستوں میں غرق رکھے وہ انتہائی بدبخت اور بدقسمت ہے کہ اس میں وہ نیک اعمال کرکے اپنی بخشش نہ کرواسکا۔ گویا اس نے اپنے آپ کو ہلاکت کے گڑھے میں ڈال دیا ہے۔

③ جہنم سے آزادی: سیدنا جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إن لله عزوجل عند كل فطر عتقآء وذلك في كل ليلة» (سنن ابن ماجہ:۱۶۴۳)

''اللہ تعالیٰ ہر افطار کے وقت لوگوں کو (جہنم سے) آزاد فرماتا ہے اور یہ (رمضان کی) ہر رات

میں ہوتا ہے۔''

* سیدنا ابوامامہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرمﷺ نے فرمایا:

«لله عزوجل عند کل فطر عتقآء» (مسند احمد:۵/۲۵۶)

''اللہ تعالیٰ ہر افطار کے وقت لوگوں کو (جہنم سے) آزاد فرماتا ہے۔''

* سیدنا ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا:

«إذا كانت أوّل ليلة من رمضان صفدت الشياطين ومردة الجن وغلقت أبواب النار، فلم يفتح منها باب وفتحت أبواب الجنة، فلم يغلق منها باب، ونادى مناد: يا باغي الخير أقبل ويا باغي الشر أقصر ولله عتقاء من النار وذلك في كل ليلة» (سنن ابن ماجہ:۱۶۴۲)

''جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو شیطانوں اور سرکش جنوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ جہنم کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں، ان میں سے کوئی دروازہ کھلا نہیں رہتا اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں رہتا اور ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے: اے نیکی کے طلبگار! آگے بڑھ (اور نیکی کر) اے برائی کے طلبگار! (گناہ سے) رُک جا۔ اور اللہ تعالیٰ جہنم سے لوگوں کو آزاد کرتا ہے۔ (رمضان میں) ہر رات اسی طرح ہوتا ہے۔''

سبحان اللہ ماہِ رمضان کی شان اور اس کی عظمت کہ ہر شب بے شمار گناہ گاروں کو دوزخ کی آگ سے آزادی ملتی ہے۔ یہ شرف اور اِعزاز بھی صرف اسی مہینے کو حاصل ہے کہ جس کی ہر رات گناہ گاروں کے لیے خوشی کا پیغام لے کر شروع ہوتی ہے۔ اللہ ہمیں بھی ان لوگوں میں شامل فرمائے جنہیں جہنم سے آزاد کردیا گیا ہے۔ تاہم اس کے لیے آئندہ اپنی اصلاح اور گناہوں سے توبہ کرنا ضروری ہے۔

④ <u>دعاؤں کی قبولیت:</u> سیدنا ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا:

«إن لله تبارك وتعالىٰ عتقاء في كل يوم وليلة يعني في رمضان وإن لكل مسلم في كل يوم وليلة دعوة مستجابة» (الترغیب والترہیب، کتاب الصوم:۱۴۷۳)

''بے شک اللہ تعالیٰ ماہِ رمضان کے ہر دن اور رات میں لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے اور رمضان کے ہر روز وشب میں ہر مسلمان کے لیے ایک دعا ہے جسے قبولیت سے نوازا جاتا ہے۔''

* سیدنا ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا:

«ثلاثة لا تردّ دعوتهم: الصائم حتى يفطر، والإمام العادل، ودعوة المظلوم يرفعها الله فوق الغمام ويفتح لها أبواب السماء ويقول الرب: وعزتي لأنصرنك ولو بعد حين» (جامع ترمذی:۳۵۹۸ وقال:حسن)

''تین بندے ایسے ہیں جن کی دعا ردّ نہیں کی جاتی: روزہ دار حتیٰ کہ وہ روزہ افطار کرلے، عادل حکمران اور مظلوم کی دعا تو اللہ تعالیٰ بادلوں کے اوپر اُٹھاتا ہے اور اس کے لیے آسمان کے دروازے بھی کھول دیے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میری عزت کی قسم! میں ضرور تیری مدد کروں گا خواہ کچھ دیر بعد ہی ہو۔''

* سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«ان للصائم عند فطره لدعوة ما تردّ» (سنن ابن ماجہ، رقم ۱۷۵۳)

''روزے دار کے لیے افطاری کے وقت ایک ایسی دعا ہوتی ہے جو ردّ نہیں ہوتی۔''

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ رمضان المبارک کا پورا مہینہ دعاؤں اور التجاؤں کی قبولیت کا ہے۔ یوں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خزانے ہر وقت اور ہر آن کھلے ہوئے ہیں۔ انسان میں بندگی کا احساس اور مانگنے کا سلیقہ ہو تو مالکِ بے نیاز ہر وقت اپنے بندوں کی دعائیں سنتا اور ان کی مرادیں برلاتا ہے:

جو مانگنے کا سلیقہ ہے، اس طرح مانگو
خدا کے در سے بندے کو کیا نہیں ملتا؟

لیکن شب وروز کے اس نظام میں بعض ایام وشہور ایسے بھی آتے ہیں جن میں رحمتِ الٰہی کا دریا جوش میں ٹھاٹھیں مارنے لگ جاتا ہے۔ اس میں اگر دل کی لگن کے ساتھ دعا کی جائے تو وہ قبول ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِىْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِىْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ﴾ (البقرۃ:۲/۱۸۶)

''اور جب تجھ سے میرے بندے میرے متعلق پوچھیں تو میں بہت ہی قریب ہوں۔ ہر وقت پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے، قبول کرتا ہوں۔ اس لیے لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے پہلے اور بعد میں رمضان المبارک کے احکام و مسائل بیان کئے، جبکہ درمیان میں یہ دعا کا مسئلہ بیان کرکے ایک تو اس کی فضیلت واضح کردی اور دوسرا اس بات کی طرف اشارہ کردیا کہ ماہ رمضان دعاؤں کی قبولیت کا مہینہ ہے۔ واللہ اعلم

⑤ **رحمت اور جنت کے دروازوں کا کھلنا، جہنم کے دروازوں کا بند ہونا اور شیاطین کا پابند سلاسل ہونا:** سیدنا ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إذا دخل رمضان فُتِّحَتْ أبواب الجنة وغُلِّقَتْ أبواب جهنم وسُلْسِلَتِ الشياطين» (صحیح بخاری: ۳۲۷۷)

''جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے (بڑے اہتمام سے) کھول دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے مکمل طور پر بند کردیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو پابندِ سلاسل کردیا جاتا ہے۔''

✱ سیدنا ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إذا كان رمضان فتحت أبواب الرحمة وغلقت أبواب جهنم وسلسلت الشياطين» (صحیح مسلم: ۱۰۷۹)

''جب رمضان آتا ہے تو رحمت کے دروازے خوب کھول دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے اچھی طرح بند کردیے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔''

✱ عرفجہؓ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ کے ایک صحابی نے بیان کیا کہ آپؐ نے فرمایا:

«في رمضان تفتح فيه أبواب السمآء وتغلق فيه أبواب النار ، ويُصَفَّدُ فيه كل شيطان مريد و ينادي مناد كل ليلة : ياطالب الخير هلم! ويا طالب الشر أمسك» (النسائی رقم ۲۱۰۸)

''رمضان میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے اور جہنم کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں اور ہر سرکش شیطان پابندِ سلاسل کردیا جاتا ہے۔ اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے: اے نیکی کے طالب! نیکی کر اور اے بُرائی کے طالب! بُرائی سے رُک جا۔''

ماہ رمضان میں کرنے والے اعمال

① روزہ

ماہِ رمضان کی ان برکات اور رحمتوں کو حاصل کرنے کے لیے اہل ایمان کو اس مہینے میں

جن خصوصی اعمال کا حکم دیا گیا ہے، ان میں روزہ سرفہرست ہے۔

جس طرح رمضان المبارک کے فضائل بے شمار ہیں، ایسے ہی روزے کے فضائل بھی بہت ہیں جن کی تفصیل سے یہ چند سطور قاصر ہیں۔ تاہم ذیل میں چند باتیں پیش خدمت ہیں:

✻ ماہِ رمضان کے روزے اللہ تعالیٰ نے اُمت ِمحمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) پر فرض کئے ہیں، جیسا کہ فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ (البقرۃ:۱۸۳)

''اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔''

✻ اسی طرح ارشاد فرمایا:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَ الْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَ لَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ (البقرۃ:۱۸۵)

''ماہِ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اُتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق وباطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں۔ تم میں سے جو شخص اس مہینے کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہئے۔ ہاں جو بیمار ہو، یا مسافر ہو تو اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے، سختی کا نہیں۔ وہ چاہتا ہے کہ تم گنتی پوری کرلو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائی بیان کرو اور اس کا شکر کرو۔''

ان آیاتِ بینات سے یہ بات واضح ہوئی کہ ماہِ رمضان کے روزے تمام اہل ایمان پر فرض کئے گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کے روزے فرض کردیئے ہیں جیسا کہ گذشتہ سطور میں سنن نسائی کے حوالے سے حدیث گزر چکی ہے۔

✻ اسی طرح سنن نسائی وغیرہ کی وہ حدیث جس میں ہے کہ ایک اعرابی نے جب آپؐ سے فرائض اسلام کے متعلق پوچھا تو آپ نے رمضان کے روزوں کا بھی ذکر فرمایا: (سنن نسائی: ۲۰۹۰

صحیح) نیز حدیث ضمام بن ثعلبہ (سنن نسائی: ۲۰۹۱،۲۰۹۲ صحیح) کے علاوہ بھی متعدد احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں کہ ماہ رمضان کے روزے فرض ہیں اور پھر اجماعِ اُمت اس پر مستزاد ہے۔

٭ ماہِ رمضان کے روزے اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ہیں جیسا کہ سیدنا ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«بُني الإسلام على خمس: شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمد رسول الله وإقام الصلاة وايتاء الزكاة والحج وصوم رمضان» (صحیح بخاری:۸)

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بیشک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔''

٭ سیدنا عمرو بن مرہ جہنیؓ بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ قضاعہ کا ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر میں اس بات کی گواہی دوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں، پانچوں نمازیں پڑھوں، زکوٰۃ ادا کروں، رمضان کے روزے رکھوں اور اس کا قیام کروں تو میرا شمار کن لوگوں میں ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا:

«من الصديقين والشهداء» (صحیح ابن حبان: رقم ۳۴۲۹ صحیح)

٭ رمضان المبارک کے روزے تمام روزوں سے افضل ہیں۔ سیدنا ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: «أفضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم» (صحیح مسلم:۱۱۶۳) ''رمضان کے بعد سب مہینوں سے زیادہ فضیلت والے روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں۔'' باقی سب سے افضل روزے تو ماہ رمضان ہی کے ہیں تاہم رمضان کے بعد سب مہینوں سے زیادہ فضیلت والے روزے محرم الحرام کے ہیں۔

ماہِ رمضان کے روزے اہل ایمان کی بخشش اور مغفرت کا ذریعہ ہیں جیسا کہ گذشتہ سطور میں حدیث گذر چکی ہے۔

② قیام

ماہ رمضان میں کئے جانے والے خصوصی اعمال میں سے ایک عمل قیام رمضان بھی ہے، مگر یہ فرض تو نہیں تاہم انتہائی اہمیت وفضیلت کے پیش نظر مسنون اور مستحب ہے۔ اس لیے اگر کوئی

شخص اس سے غفلت برتے تو وہ بہت بڑے اجر وثواب سے محروم رہ جاتا ہے۔ اسی لیے نبی ﷺ اپنے اصحاب کو اس کی بڑی ترغیب دلایا کرتے تھے چنانچہ سیدنا ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ

«كان رسول الله ﷺ يرغب في قيام رمضان من غير أن يأمرهم فيه بعزيمة فيقول: من قام رمضان إيمانا واحتسابا غُفرله ماتقدم من ذنبه»

''رسول اللہ ﷺ قیام رمضان کی ترغیب دیا کرتے تھے، بغیر اس کے کہ آپ واجبی طور پر اُنہیں حکم دیں۔ آپؐ فرماتے جو کوئی ایمان کے ساتھ حصولِ ثواب کی نیت سے رمضان کا قیام کرے اس کے پچھلے گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔'' (صحیح مسلم:۷۵۹)

قیام رمضان کے حوالے سے چند اہم باتیں

① قیام رمضان دراصل تہجد ہی کی نماز ہے جسے رمضان میں 'تراویح' کہا جاتا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں:

والتراويح جمع ترويحة وهي المرة الواحدة من الراحة كتسليمة من السلام . سميت الصلاة في الجماعة في ليالي رمضان التراويح لأنهم أوّل ماا جتمعوا عليها كانوا يستريحون بين كل تسليمتين (فتح الباری:۴/۳۱۷)

''تراویح ترویحة کی جمع ہے جو راحت سے مشتق ہے یعنی آرام جیسے تسلیمة سلام سے مشتق ہے۔ رمضان کی راتوں میں جماعت سے (نفل) نماز ادا کرنے کو تراویح کہا جاتا ہے اس لیے کہ شروع میں لوگ ہر دوسلام کے بعد کچھ دیر آرام کیا کرتے تھے۔''

یاد رہے کہ نمازِ تراویح کو قیام اللیل اور صلاۃ اللیل بھی کہا جاتا ہے جب کہ حقیقت میں یہ (قیامِ رمضان، تہجد، صلاۃ اللیل یا قیام اللیل وغیرہ) سب ایک ہی نماز کے مختلف نام ہیں۔ تاہم غیر رمضان کی بہ نسبت رمضان المبارک میں اسے ادا کرنے کی زیادہ تاکید اور فضیلت بیان کی گئی ہے۔

② قیامِ رمضان یا نمازِ تراویح کا وقت عشا کی نماز کے بعد سے لے کر فجر کی اذان تک رہتا ہے۔ اس دوران اسے کسی بھی وقت ادا کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ سیدہ عائشہؓ سے مروی ہے:

كان رسول الله ﷺ يصلي فيما بين أن يفرغ من صلاة العشاء ــ وهي التي يدعوا الناس العتمة ــ إلى الفجر إحدى عشر ركعة يسلم بين كل

ركعتين ويوتر بواحدة (صحیح مسلم: کتاب صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ اللیل، رقم:۷۳۶)

''رسول اللہ ﷺ نمازِ عشاء جسے لوگ عَتَمَة بولتے ہیں اور نمازِ فجر کے درمیان گیارہ رکعات ادا فرماتے۔ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے اور ایک رکعت وتر پڑھتے تھے۔''

وقت کی اسی وسعت اور گنجائش کی وجہ سے نمازِ تراویح کو عشاء کے فوراً بعد بھی پڑھ لیا جاتا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ قیامِ رمضان کی فضیلت حاصل کرسکیں۔ تاہم پھر بھی رات کے آخری حصے میں ادا کرنا زیادہ اجر وثواب کا مستوجب ہے۔

* سیدنا عبداللہ بن سلامؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«يٰأيها الناس: افشوا السلام وأطعموا الطعام وصلوا والناس نيام تدخلو الجنة بسلام» (جامع ترمذی:۲۴۸۵ وقالہ صحیح)

''اے لوگو! سلام عام کرو، کھانا کھلایا کرو، رات کو جب لوگ سو رہے ہوں تو تم نماز پڑھا کرو، سلامتی کے ساتھ جنت میں چلے جاؤ گے۔''

* اسی طرح سیدنا ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«رَحِم الله رجلا قام من الليل فصلى وأيقظ امرأته فصلت فإن أبت رَشَّ في وجهها الماء. رحم الله امراة قامت من الليل فصلت وايقظت زوجها فصلى فان أبٰى رشت في وجهه الماء» (سنن ابن ماجہ:۱۳۳۶ 'حسن')

''اللہ تعالیٰ اس مرد پر رحم فرمائے جس نے رات کو اُٹھ کر نماز پڑھی اور اپنی بیوی کو جگایا پھر اس نے بھی نماز پڑھی۔ اگر اس کی بیوی نے جاگنے سے انکار کیا تو اس (مرد) نے اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔ اللہ تعالیٰ اس عورت پر بھی رحم فرمائے جس نے رات کو اُٹھ کر نماز پڑھی اور اپنے خاوند کو جگایا تو اس نے بھی نماز پڑھی۔ اگر خاوند نے اُٹھنے سے انکار کردیا تو عورت نے اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔''

* اسی طرح ایک حدیث میں آتا ہے کہ ''رات کے آخری حصے میں اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے انتہائی قریب ہوجاتے ہیں۔ اگر تم اس وقت اللہ کو یاد کرنے والوں میں شامل ہوسکو تو ہوجاؤ۔'' (جامع ترمذی، کتاب الدعوات، رقم:۳۵۷۹، وقالہ: حسن صحیح)

نیز احادیثِ مبارکہ سے پتا چلتا ہے کہ نبی ﷺ کا اکثر معمول رات کے آخری حصے میں ہی

نماز پڑھنے کا تھا۔ آپ ﷺ رات کے اوّل حصے میں سوتے تھے اور آخری حصے میں نماز پڑھتے تھے۔ (صحیح بخاری، رقم:۱۱۴۶)

✱ یہ آپ ﷺ کا اکثر معمول تھا۔ ورنہ آپؐ نے رات کے سبھی حصوں میں نماز ادا کر کے اُمت پر آسانی فرمائی ہے، جیسا کہ سیدنا انس بن مالکؓ فرماتے ہیں جب ہم رسول اللہ ﷺ کو رات تہجد پڑھتے ہوئے دیکھنا چاہتے تو ہم آپ کو اس حالت میں دیکھ لیتے تھے اور اگر ہم آپ کو سویا ہوا دیکھنا چاہتے تو دیکھ لیتے تھے۔ (صحیح بخاری:۱۱۴۱)

✱ سیدنا عمر بن خطابؓ نے اپنے دورِ خلافت میں جب اس نماز کی جماعت کا باقاعدہ اہتمام فرمایا تو ایک دن لوگوں کو رات کے اوّل حصے میں باجماعت تراویح ادا کرتے ہوئے دیکھ کر فرمایا:

والتي ينامون عنها أفضل من التي يقومون يريد آخر الليل وكان الناس يقومون أوّله۔ (صحیح بخاری، کتاب صلاۃ التراویح، باب فضل من قام رمضان، رقم:۲۰۱۰)

''رات کا وہ حصہ جس میں یہ لوگ سوجاتے ہیں اس حصے سے بہتر اور افضل ہے جس میں یہ نماز پڑھتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کی مراد رات کے آخری حصے (کی فضیلت) سے تھی۔ کیونکہ لوگ یہ نماز رات کے شروع ہی میں پڑھ لیتے تھے۔''

بہرحال نمازِ تراویح کا عشاء کے فوراً بعد پڑھ لینا جائز جب کہ دیر سے یعنی رات کے آخری حصے میں پڑھنا زیادہ فضیلت کا حامل ہے۔

③ نمازِ تراویح باجماعت یا جماعت کے بغیر ادا کرنا دونوں طرح جائز اور درست ہے۔ تاہم باجماعت ادا کرنے میں زیادہ فضیلت ہے۔ سیدنا ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«صلاة الجماعة تفضل صلاة الفذ بسبع وعشرين درجة» (صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب فضل صلاۃ الجماعۃ، رقم:۶۴۵)

''باجماعت نماز اکیلے شخص کی نماز سے ستائیس درجے زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔''

اس حدیث کے عموم میں نمازِ تراویح کی جماعت بھی شامل ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ نے بھی نمازِ تراویح کی جماعت کروائی ہے۔

✱ چنانچہ سیدہ عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک رات مسجد میں نمازِ تراویح

پڑھی لوگوں نے بھی آپؐ کی اقتداء میں پڑھی پھر دوسری رات جب آپؐ نے پڑھی تو مقتدی زیادہ ہوگئے پھر تیسری رات بھی ایسے ہوا چوتھی رات جب لوگ (زیادہ) جمع ہوگئے تو آپ گھر سے تشریف ہی نہ لائے۔ جب صبح ہوئی تو نمازِ فجر ادا کرنے کے بعد آپؐ نے فرمایا:

«أما بعد: فإنه لم يخفَ عليَّ مكانكم ولكني خشيت أن تُفرض عليكم فتعجزوا عنها» (بخاری، کتاب صلاۃ التراویح، باب فضل من قام رمضان، رقم:۲۰۱۲)

''اما بعد! مجھے تمہارے یہاں جمع ہونے کا علم تھا لیکن مجھے خوف اس بات کا ہوا کہ یہ نماز تم پر فرض نہ کردی جائے اور پھر تم اس کی ادائیگی سے عاجز ہوجاؤ۔''

✵ سنن ابوداؤد کی روایت میں ہے:

وذلك في رمضان یعنی رمضان کی بات ہے۔ (ابوداؤد رقم ۱۳۷۳)

✵ سیدنا ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے۔ آپ نے ہمارے ساتھ کوئی قیام نہ کیا حتیٰ کہ مہینے میں ایک ہفتہ باقی رہ گیا تو آپ نے ہمیں قیام کروایا حتیٰ کہ تہائی رات ہوگئی۔ جب (آخر سے) چھٹی رات آئی تو آپ نے قیام نہ کرایا۔ جب پانچویں رات آئی تو ہمیں قیام کروایا حتیٰ کہ آدھی رات گزر گئی۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کاش ہمیں آپ بقیہ رات بھی اس کا قیام کروادیتے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«إن الرجل إذا صلى مع الإمام حتىٰ ينصرف حسب له قيام الليل»

''انسان جب امام کے ساتھ (باجماعت) نماز پڑھتا ہے اور اس کے فارغ ہونے تک اس کے ساتھ رہتا ہے تو اس کے لیے پوری رات کا قیام شمار کیا جاتا ہے۔''

جب چوتھی رات آئی تو آپ نے قیام نہ کروایا۔ جب تیسری رات آئی تو آپ نے اپنے اہل خانہ، خواتین اور دوسرے لوگوں کو جمع فرمایا اور ہمیں (اتنا لمبا) قیام کرایا کہ ہمیں فکر لاحق ہوئی کہ کہیں ہماری سحری نہ رہ جائے۔ (سنن ابوداؤد: ۱۳۷۵ صحیح)

ان احادیث سے بصراحت واضح ہوگیا کہ نمازِ تراویح باجماعت ادا کرنا نہ صرف جائز بلکہ افضل ہے۔ نبی ﷺ نے تین راتوں میں مسجد آکر اجتماعی طور پر صحابہ کرامؓ کے ساتھ قیام کرکے ثابت فرمادیا کہ یہ مستحب ومسنون ہے۔ بعدازاں اس ڈر سے کہ کہیں یہ نماز باجماعت

ادا کرنے کی وجہ سے فرض نہ ہو جائے اور پھر اُمت اس کی ادائیگی سے عاجز ہو کر گناہ گار نہ ہو جائے، لہٰذا اسے جماعت سے پڑھانا ترک کر دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے عہدِ مبارک، سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے عہدِ خلافت اور سیدنا عمرؓ کے ابتدائی دور میں معاملہ اسی طرح رہا کہ کچھ لوگ باجماعت اور کچھ لوگ انفرادی طور پر اسے ادا کرتے تھے۔ تا آنکہ سیدنا عمرؓ نے تمام لوگوں کو ایک ہی امام کی اقتدا میں مستقل طور پر جمع فرما دیا۔

* چنانچہ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا عمرؓ کے ساتھ رمضان کی ایک رات کو مسجد میں گیا۔ سب لوگ متفرق اور منتشر تھے۔ کوئی اکیلا نماز پڑھ رہا تھا اور کچھ لوگ کسی کے پیچھے کھڑے ہوئے (باجماعت پڑھ رہے) تھے۔ اس پر سیدنا عمرؓ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ اگر تمام لوگوں کو ایک ہی قاری کے پیچھے جمع کر دوں تو زیادہ اچھا ہوگا۔ چنانچہ اُنہوں نے یہی ٹھان کر سیدنا اُبی بن کعبؓ کو ان سب کا امام بنا دیا۔ پھر ایک رات آپ نکلے دیکھا کہ لوگ اپنے امام کے پیچھے نمازِ تراویح (باجماعت) پڑھ رہے ہیں تو سیدنا عمرؓ نے فرمایا: یہ نیا طریقہ بہتر اور مناسب ہے۔ (صحیح بخاری، رقم:۲۰۱۰)

یہاں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سیدنا عمرؓ کے لوگوں کو ایک امام کی اقتدا میں جمع کرنے سے پہلے بھی بعض لوگ نمازِ تراویح باجماعت ادا کیا کرتے تھے اور پھر یہ کہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد چونکہ فرضیت والا خطرہ باقی نہ رہا تھا۔ اس لیے صحابہ کرام نے پھر مستقل طور پر ایک ہی امام کے پیچھے اسے باجماعت ادا کرنے کا اہتمام کر دیا۔ آج اگر کوئی سر پھرا اس عمل کو ناجائز اور بدعت گردانے تو وہ بے علم، بے عمل اور مخالفِ صحابہ کرامؓ ہوگا کیونکہ اہل علم جانتے ہیں کہ اُمت میں آج تک کسی نے اسے بدعت نہیں کہا۔

④ جہاں تک رکعاتِ تراویح کی تعداد کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں نبی ﷺ کا عام معمول وتر سمیت گیارہ رکعات ہی کا تھا۔ تاہم بسا اوقات آپ تیرہ رکعات بھی ادا فرما لیا کرتے تھے۔ چنانچہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن راوی ہیں کہ اُنہوں نے سیدہ عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کی رمضان میں (رات کی) نماز کیسی ہوتی تھی؟ سیدہ عائشہؓ نے جواب دیا:

ما كان يزيد في رمضان ولا في غيره علىٰ إحدى عشرة ركعة

(صحیح بخاری، کتاب التراویح، باب فضل من قام رمضان، رقم:۲۰۱۳)

''رمضان ہوتا یا غیر رمضان آپ ﷺ گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔''

٭ سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے ہی مروی ہے:

إن رسول الله ﷺ كان يصلى بالليل إحدى عشرة ركعة ويوتر منها بواحدة...... الخ (صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ اللیل، رقم:۷۳۶)

''بلاشبہ رسول اللہ ﷺ رات کو گیارہ رکعات ادا فرماتے جن میں سے ایک وتر ہوتا تھا۔''

٭ سیدہ عائشہؓ بیان کرتی ہیں:

كان رسول الله ﷺ يصلي من الليل ثلاث عشرة ركعة يوتر من ذلك بخمس (ایضاً، رقم:۷۳۷)

''رسول اللہ ﷺ رات کو تیرہ رکعات ادا فرماتے جن میں پانچ وتر ہوتے تھے۔''

٭ سیدنا جابرؓ بیان کرتے ہیں:

صلّى بنا رسول الله مسلم في رمضان ثمان ركعات والوتر

(صحیح ابن خزیمہ:۲/۱۳۸، رقم:۱۰۷۰ وسندہ حسن)

''رسول اللہ ﷺ نے ہمیں رمضان میں نماز پڑھائی، آپؐ نے آٹھ رکعات اور وتر پڑھے۔''

٭ اسی طرح سیدنا عمر بن خطابؓ نے سیدنا اُبی بن کعب اور تمیم داری کو حکم دیا کہ لوگوں کو نمازِ تراویح گیارہ رکعات پڑھائیں۔ (موطا امام مالک، کتاب صلاۃ اللیل، رقم:۲۴۹ سندہ صحیح)

٭ سیدنا اُبی بن کعب اور تمیم داری رمضان میں لوگوں کو گیارہ رکعات پڑھاتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ:۲/۳۹۲ دوسرا نسخہ:۵/۲۲۰ سندہ صحیح)

٭ معلوم ہوا کہ قیامِ رمضان یعنی تراویح کی مسنون تعداد وتر سمیت گیارہ ہے۔ اسی پر خلفاے راشدین اور دیگر صحابہ کرامؓ کا عمل تھا۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں:

الذى آخذ لنفسي في قيام رمضان هو الذى جمع به عمر بن الخطاب الناس إحدى عشرة ركعة وهي صلاة رسول الله ﷺ ولا أدري من أحدث هذا الركوع الكثير (کتاب التہجد، ص:۱۷۶ دوسرا نسخہ، ص:۲۸۷)

''میں تو اپنے لیے گیارہ رکعات تراویح کا قائل ہوں، اسی پر سیدنا عمر بن خطابؓ نے لوگوں کو

جمع کیا تھا اور یہی رسول اللہ ﷺ کی نماز تھی۔ میں نہیں جانتا کہ لوگوں نے یہ بہت سی رکعتیں کہاں سے نکال لی ہیں۔''

٭ علامہ ابوبکر بن العربی فرماتے ہیں:

والصحيح أن يُصَلَّى إحدى عشرة ركعة صلاة النبي ﷺ وقيامه فأما غير ذلك من الأعداد فلا أصل له (عارضۃ الاحوذی شرح جامع ترمذی: ۱۹/۴)

''صحیح بات تو یہی ہے کہ (نمازِ تراویح) گیارہ رکعات ہی پڑھنی چاہئے۔ یہی نبی ﷺ کی نماز اور قیام ہے۔ اس کے علاوہ جو اعداد ہیں تو ان کی کوئی اصل (کتاب وسنت میں) نہیں۔''

⑤ آخری بات یہ ہے کہ کیا تراویح اور تہجد دو الگ نمازیں ہیں یا ایک ہی نماز کے دو مختلف نام ہیں؟

اس سوال کا جواب آسان ہے کہ تہجد اور تراویح ایک ہی نماز کے دو مختلف نام ہیں۔ عام دنوں میں جسے نمازِ تہجد کہا جاتا ہے، وہی رمضان میں نمازِ تراویح کہلاتی ہے۔

حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ 'فتاویٰ اہل حدیث' میں فرماتے ہیں:

''تہجد اور تراویح ایک ہی ہے۔ مغایرتِ اسمی اس طرح کی ہے جیسے دریائے برہم پتر، سانپر، مینگھنا۔ یہ تینوں ایک دریا کے نام ہیں جو جھیل مانسرور کوہِ ہمالیہ کی جانب شمال سے نکلتا ہے۔ اسی طرح اٹک، سندھ وغیرہ دریا ایک ہی ہے جس علاقے سے گزرا اس کے نام سے موسوم ہوگیا، ٹھیک اسی طرح تراویح ہے۔ رمضان میں اسی تہجد کا نام تراویح رکھ دیا گیا۔ کیونکہ چار پڑھ کر ذرا ترویحہ کرتے یعنی ٹھہر جاتے ہیں پھر یہ نام بھی رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کے زمانہ میں نہ تھا بلکہ اس کو اس وقت قیامِ رمضان کے نام سے موسوم کرتے تھے جو بالکل دریا کی مثالِ مذکور کے موافق ہے جہاں سے گزرا، وہاں کے نام سے موسوم ہوگیا۔'' (۱/۶۳۹)

مزید وضاحت کیلئے: 'آپ کے مسائل اور اُن کا حل' از مولانا مبشر ربانی: ۱/۳۰۲ تا ۳۰۴

③ تلاوتِ قرآنِ کریم

ماہِ رمضان میں جن اعمال کا خصوصی اہتمام کرنا چاہئے، ان میں تلاوتِ قرآنِ مجید بھی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جہاں رمضان کے روزوں کی فرضیت ذکر کی وہاں اس کے ساتھ ہی ماہِ رمضان کی یہ خصوصیت بھی بیان فرمائی:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ﴾ (البقرۃ:۱۸۵)

''ماہِ رمضان وہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا جو لوگوں کے لیے باعثِ ہدایت ہے اور اس میں ہدایت کی اور حق و باطل میں تمیز کی واضح دلیلیں ہیں۔''

معلوم ہوا کہ قرآن اور رمضان کا بڑا گہرا تعلق ہے۔ اس لیے اس مہینے میں قرآن مجید کی زیادہ سے زیادہ تلاوت کرنی چاہئے۔ سیدنا عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں:

وكان جبريل عليه السلام يلقاه كل ليلة في رمضان حتى ينسلخ، يعرض عليه النبي ﷺ القرآن (صحیح بخاری، کتاب الصوم، رقم:۱۹۰۲)

''جبریلؑ آپ ﷺ سے رمضان کی ہر رات کو ملتے تو نبی ﷺ اُنہیں قرآنِ مجید سناتے۔''

ایک روایت میں ہے:

وكان يلقاه في ليلة من رمضان فيدارسه القرآن (صحیح بخاری، بدء الوحی، رقم:۶)

''جبریل امینؑ رمضان المبارک میں ہر رات رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کرتے تو آپ ﷺ کے ساتھ قرآنِ مجید کا دور کیا کرتے تھے۔''

مولانا داؤد راز دہلویؒ فرماتے ہیں:

''یہ نزولِ قرآن لوحِ محفوظ سے بیت العزت میں سماء دنیا کی طرف تھا۔ پھر وہاں سے آنحضرت ﷺ پر نزول بھی رمضان شریف ہی میں شروع ہوا۔ اس لیے رمضان شریف قرآنِ کریم کے لیے سالانہ یادگار مہینہ قرار پایا اور اسی لیے اس ماہِ مبارک میں آپ ﷺ اور جبریل علیہ السلام قرآنِ مجید کا باقاعدہ دور فرمایا کرتے تھے۔'' (صحیح بخاری مترجم:۱۶۱/۳)

④ اِعتکاف

ماہِ رمضان کے خصوصی اعمال میں سے ایک اعتکاف بھی ہے۔ تمام دنیاوی مصروفیات ترک کر کے محض عبادت کی نیت سے مسجد میں آ کر ٹھہرنے کو 'اعتکاف' کہتے ہیں۔ یہ مبارک عمل نبی کریم ﷺ کی سنتِ مؤکدہ سے ثابت ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ اپنی مدنی زندگی میں ہر سال ماہ رمضان کا جب آخری عشرہ شروع ہوتا تو مسجد میں آ کر اعتکاف فرماتے۔ ایک سال کسی سفر کی وجہ سے یہ عمل چھوٹ گیا تو اگلے سال آپ نے بیس دن کا اعتکاف کیا۔ چنانچہ

سیدنا اُبی بن کعبؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کیا کرتے تھے۔ ایک سال آپ (آخری عشرے کے دوران) سفر میں تھے، جب اگلا سال آیا تو آپ نے بیس دن کا اعتکاف کیا۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الصیام، رقم:۱۷۷۰؛ سنن ابوداؤد، رقم:۲۴۶۳ 'صحیح')

✵ اسی طرح سیدہ عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ میں آپؐ کے لیے (مسجد میں) ایک خیمہ لگا دیتی اور آپ صبح کی نماز پڑھ کر اس میں چلے جاتے۔ پھر سیدہ حفصہؓ نے بھی سیدہ عائشہؓ سے خیمہ کھڑا کرنے کی اجازت چاہی تو اُنہوں نے دے دی اور اُنہوں نے ایک خیمہ کھڑا کرلیا۔ جب سیدہ زینبؓ بنت جحش نے دیکھا تو اُنہوں نے بھی اپنے لیے ایک خیمہ کھڑا کرلیا۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے کئی خیمے دیکھے تو فرمایا: «ما هذا؟» ''یہ کیا ہے؟'' آپ کو ان کی حقیقت کی خبر دی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: «البر ترون بِهنَّ» ''کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ خیمے ثواب کی نیت سے کھڑے کیے گئے ہیں؟'' پھر آپ نے اس مہینے (رمضان) کا اعتکاف چھوڑ دیا اور شوال کے عشرے کا اعتکاف کیا۔ (صحیح بخاری، کتاب الاعتکاف، باب اعتکاف النساء، رقم:۲۰۳۳)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رمضان کے اعتکاف کی قضا کسی دوسرے مہینے میں بھی دی جاسکتی ہے۔

✵ سیدنا ابن عمرؓ فرماتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ يعتكف العشر الأواخر من رمضان (صحیح بخاری:۲۰۲۵)

''یعنی رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔''

✵ سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے:

أن النبي ﷺ كان يعتكف العشر الأواخر من رمضان حتى توفاه ثم اعتكف أزواجه من بعده (صحیح بخاری:۲۰۲۶، صحیح مسلم:۱۱۷۲)

''نبی ﷺ اپنی وفات تک مسلسل رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے رہے اور پھر آپ کے بعد آپ کی اَزواج اعتکاف کرتی رہیں۔''

⑤ دیگر افعالِ خیر

ماہِ رمضان میں ان مذکورہ بالا اعمال کے علاوہ نیکی و خیر کے دیگر جتنے بھی کام ہیں، ان

سب میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے، مثلاً صدقہ و خیرات، دعوت و تبلیغ، دعا و مناجات، ذکر و اذکار، توبہ و استغفار، تعلیم و تعلّم، صلہ رحمی وغیرہ یعنی خیر کے ان تمام کاموں کی طرف سبقت حاصل کرنی چاہیے۔ رسولِ کریم ﷺ کے متعلق سیدنا ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ

''آپ ﷺ خیر کے کاموں میں سب سے زیادہ سخی تھے۔ یہ سخاوت ماہِ رمضان میں اس وقت اور بڑھ جاتی جب جبریل امینؑ آپ سے ملاقات کرتے۔ اس وقت آپ تیز ہوا سے بھی زیادہ جلدی کرتے ہوئے خیر کے کاموں کی طرف سبقت لے جاتے تھے۔'' (بخاری: رقم ۶)

مولانا داؤد رازؒ دہلوی فرماتے ہیں:

''جود کے معنی إعطاء ما ینبغي لمن ینبغي کے ہیں جو بہت زیادہ عموم لیے ہوئے ہے۔ پس جود (سخاوت) مال ہی پر موقوف نہیں بلکہ جو شے بھی جس کے لیے مناسب ہو، اسے دے دی جائے۔ اس لیے آپ 'أجود الناس' تھے۔ حاجت مندوں کے لیے مالی سخاوت، تشنگانِ علوم کے لیے علمی سخاوت، گمراہوں کے لیے فیوضِ روحانی کی سخاوت، الغرض آپ ہر لحاظ سے تمام بنی نوع انسان میں بہترین سخی تھے۔ آپ کی جملہ سخاوت کی تفصیلات کتبِ احادیث و سیر میں منقول ہیں۔ آپ ﷺ کی جود و سخاوت کی تشبیہ بارش لانے والی (تیز) ہواؤں سے دی گئی ہے جو بہت ہی مناسب ہے۔ بارانِ رحمت سے زمین سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے۔ آپ کی جود و سخاوت سے بنی نوع انسان کی اُجڑی ہوئی دنیا آباد ہو گئی۔ ہر طرف ہدایات کے دریا بہنے لگے۔ خداشناسی اور اخلاقِ فاضلہ کے سمندر موجیں مارنے لگے۔ آپ ﷺ کی سخاوت اور روحانی کمالات سے ساری دنیائے انسانیت نے فیض حاصل کئے اور یہ مبارک سلسلہ تا قیامِ دنیا قائم رہے گا۔'' (صحیح بخاری مترجم: ۳/۱۶۱،۱۶۲)

✱ گزشتہ سطور میں آپ حدیث ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ ماہِ رمضان کی ہر رات ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے:

یا طالب الخیر هلمّ، و یا طالب الشر أمسك (سنن نسائی، رقم: ۲۱۰۸)

''اے خیر کے طالب! (خیر کی طرف) جلد آ، اے بُرائی کے طالب! (بُرائی سے) رُک جا۔''

⑥ ماہِ رمضان کا آخری عشرہ

ویسے تو رمضان المبارک کا پورا مہینہ ہی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں سے لبریز ہے۔ لیکن اس کے آخری دس دن تو بہت ہی زیادہ فضیلت کے حامل ہیں۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ

ان میں عبادت کے لیے کمر کس لیتے تھے۔چنانچہ سیدہ عائشہؓ بیان کرتی ہیں:

كان النبي ﷺ إذا دخل العشر شدَّ مئزره وأحيا ليله وأيقظ أهله

''جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو نبی ﷺ اپنی کمر کس لیتے اور ان راتوں میں خود بھی جاگتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگایا کرتے تھے۔'' (صحیح بخاری، کتاب لیلۃ القدر، رقم:۲۰۲۴)

کمر کس لینے کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس عشرے میں عبادتِ الٰہی کے لیے خاص محنت کرتے، خود جاگتے، گھر والوں کو جگاتے اور رات بھر عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے اور آنحضرت ﷺ کا یہ سارا عمل تعلیم اُمت کے لیے تھا۔اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں فرمایا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب:۲۱)

''اے ایمان والو! اللہ کے رسول ﷺ تمہارے لیے بہترین نمونہ ہیں۔''

''ان کی اقتدا کرنا ہمارے لئے سعادت مندی ہے۔یوں تو ہمیشہ ہی عبادت الٰہی کرنا بڑا کارِثواب ہے لیکن رمضان کے آخری عشرہ میں عبادتِ الٰہی کرنا بہت ہی بڑا کارِ ثواب ہے۔لہٰذا ان ایام میں جس قدر بھی عبادت ہو سکے، غنیمت ہے۔'' (بخاری مترجم داؤد راز:۳/۲۵۱)

سیدہ عائشہؓ ہی سے مروی ہے کہ

كان رسول الله ﷺ يجتهد في العشر الأواخر ما لا يجتهد في غيره

''رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں (عبادت میں) اتنی محنت کرتے جتنی اور دنوں میں نہیں کرتے تھے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الاعتکاف، رقم:۱۱۷۵)

⑦ شبِ قدر

ماہِ رمضان کو بالعموم اور اس کے آخری عشرے کو بالخصوص چار چاند لگانے والی اصل چیز لیلۃ القدر یعنی شبِ قدر ہے جسے قرآن میں لیلۃ مبارکۃ بھی کہا گیا ہے۔اس رات کی فضیلت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿حٰمٓ ۞ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۞ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۞ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۞ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ﴾ (الدخان:۱تا۵)

''حٰمٓ، قسم ہے اس وضاحت والی کتاب کی۔یقیناً ہم نے اسے بابرکت رات میں اُتارا ہے۔بے شک ہم ڈرانے والے ہیں، اسی رات میں ہر ایک مضبوط کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ہمارے

پاس سے حکم ہوکر، ہم ہی رسول بنا کر بھیجنے والے ہیں۔''

ایک دوسرے مقام پر یوں ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ ۞ وَمَاۤ اَدۡرٰکَ مَا لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ۞ لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ۬ۙ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ ۞ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَ الرُّوۡحُ فِیۡہَا بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ ۚ مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ ۞ سَلٰمٌ ۟ۛ ہِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ﴾ (القدر:۱تا۵)

''یقیناً ہم نے ہی اسے یعنی قرآن کو شبِ قدر میں نازل فرمایا، تم کیا جانو کہ شبِ قدر کیا ہے؟ شبِ قدر ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس میں ہر کام کے سرانجام دینے کو اپنے ربّ کے حکم سے فرشتے اور روح (جبریل) اُترتے ہیں۔ یہ رات سراسر سلامتی کی ہوتی ہے اور فجر کے طلوع ہونے تک رہتی ہے۔''

٭ سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«من یقم لیلة القدر إیمانا واحتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه» (صحیح بخاری:۳۵)

''جس نے شبِ قدر میں حالتِ ایمان اور ثواب کی نیت سے قیام کیا، اس کے گذشتہ گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔''

٭ لیلۃ القدر اپنی تمام تر عظمتوں اور فضیلتوں سمیت ہر سال ماہِ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں آتی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

« تحرّوا لیلة القدر في الوتر من العشر الأواخر من رمضان» (بخاری:۲۰۱۷)

''شبِ قدر کو ماہ رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔''

٭ عبادہ بن صامتؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں شبِ قدر کی خبر دینے کے لیے تشریف لا رہے تھے کہ دو مسلمان آپس میں کچھ جھگڑا کرنے لگے تو آپؐ نے فرمایا:

«خرجت لأخبر کم بلیلة القدر فتلاحی فلان وفلان فرفعت وعسیٰ أن یکون خیرًا لکم فالتمسوها في التاسعه والسابعة والخامسة» (ایضاً:۲۰۲۳)

''میں تمہیں شبِ قدر بتانے کے لیے نکلا تھا۔ لیکن فلاں اور فلاں نے آپس میں جھگڑا کرلیا تو اس (شبِ قدر) کا علم واپس اُٹھا لیا اور امید یہی ہے کہ تمہارے حق میں یہی بہتر ہوگا۔ لہٰذا اب تم اسے (رمضان کی) اکیسویں، تیسویں اور پچیسویں رات میں تلاش کرو۔''

٭ سیدنا ابوبکرہؓ کے پاس شبِ قدر کا ذکر ہوا تو اُنہوں نے کہا: میں اسے کسی ایک رات

میں تلاش نہیں کرتا۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ آخری عشرے میں ہے اور یہ بھی سنا:

«التمسوها في تسع يبقين أو في سبع يبقين أو في خمس يبقين أو في ثلاث أو آخر ليلة» (جامع ترمذی، کتاب الصوم، رقم: ۷۹۴ وقالہ: حسن صحیح)

''جب نو، سات، پانچ یا تین یا آخری رات باقی رہ جائے تو اسے تلاش کرو۔''

سیدنا ابوبکرہؓ رمضان کی پہلی بیس راتوں میں عام دنوں کی طرح (معمول کے مطابق) نماز پڑھتے لیکن جب آخری عشرہ شروع ہوتا تو عبادت میں خوب محنت کرتے۔

معلوم ہوا کہ ماہ رمضان کے آخری عشرہ کی پانچ طاق (۲۱،۲۳، ۲۵، ۲۹) راتوں میں سے کوئی ایک رات قدر والی ہے۔ ان مختلف احادیث کی بنا پر کسی ایک رات کو متعین نہیں کیا جاسکتا۔ عین ممکن ہے کہ یہ ان پانچ طاق راتوں میں ہر سال بدل بدل کر آتی ہو۔

حافظ ابن حجرؒ نے اس رات کی تعین کے متعلق چھیالیس مختلف اقوال بیان کئے ہیں۔ پھر آخر میں اپنا فاضلانہ فیصلہ ان الفاظ میں دیتے ہیں: وأرجحها كلها أنها في وتر من العشر الأخر وأنها تنتقل كما يُفهم من أحاديث الباب (فتح الباری: ۳۳۸/۴)

''ان سب اقوال میں میرے نزدیک راجح یہ ہے کہ یہ شبِ مبارک رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں ہوتی ہے اور یہ ہر سال منتقل ہوتی (بدلتی) رہتی ہے جیسا کہ اس موضوع کی احادیث سے عیاں ہے۔''

بہرحال ماہِ رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات قدر والی ہے جس کی تعیین نہیں کی جاسکتی، اس لیے ہمیں ان پانچ راتوں میں خوب عبادت کرنی چاہئے تاکہ اس کی فضیلت حاصل کی جاسکے۔

شبِ قدر کی علامات

① شبِ قدر میں جب چاند نکلتا ہے تو ایسے ہوتا ہے جیسے بڑے تھال کا کنارہ۔ (صحیح مسلم: ۱۱۷۰)

② شبِ قدر ایک خوشگوار رات ہے جس میں نہ گرمی ہوتی ہے اور نہ سردی۔ اس صبح کا سورج اس طرح طلوع ہوتا ہے کہ اس کی سرخی مدھم ہوتی ہے۔ (ابن خزیمہ: ۳۳۱/۳؛ ۲۱۹۱ 'حسن')

③ شبِ قدر کی صبح سورج یوں طلوع ہوتا ہے کہ اس کی شعاعیں نہیں ہوتیں۔ (مسلم: ۷۶۲)

شبِ قدر کی دعا

رسول اللہ ﷺ نے شبِ قدر کی عظمت و فضیلت کے باعث اس رات کے لیے اپنی اُمت کو ایک نہایت ہی جامع و مانع دعا سکھلائی گوکہ اس رات بھی آدمی حسبِ معمول جو دعا چاہے مانگ سکتا ہے۔ تاہم اس رات کو جو خاص دعا ہے، اسے ضرور مانگنا چاہئے اور وہ دعا یہ ہے:

«اللهم إنك عفو كريم تحبُّ العفو فاعف عني»

''اے اللہ بے شک آپ معاف کرنے والے کرم فرمانے والے ہیں، معافی کو پسند فرماتے ہیں لہٰذا مجھے معاف فرمادیں۔'' (جامع ترمذی:۳۵۱۳، وقالہ: حدیث حسن صحیح)

ایک انوکھی منطق؟

فرقہ بریلویہ سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹر طاہر القادری اپنی کتاب 'میلاد النبی ﷺ' صفحہ ۳۶ پر لکھتے ہیں کہ شبِ میلاد لیلۃ القدر سے بھی افضل ہے۔

اسی طرح آگے چل کر صفحہ ۱۹۱ پر لکھتے ہیں:

''پس اگر کہا جائے کہ شبِ میلاد رسول اللہ ﷺ شبِ قدر سے بھی افضل ہے تو اس میں کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔ باری تعالیٰ نے لیلۃ القدر کو ہزار مہینوں سے افضل قرار دے کر اس کی فضیلت کی حد مقرر فرمادی جبکہ شبِ میلاد رسول اللہ ﷺ کی فضیلت حدِ ادراک سے ماورا ہے۔''

قارئین کرام! غور کریں ایک طرف قرآن مجید جو لاریب کتاب ہے جبکہ دوسری طرف قادری صاحب کی یہ انوکھی منطق جو نص کے صریحاً خلاف ہے۔ حالانکہ ہمارے لیے دین وہی ہے جو منزل من اللہ ہے، ہمیں اپنی طرف سے اضافہ کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو بھی یہ اختیار تفویض نہیں فرمایا کہ وہ اپنی مرضی سے دین میں اضافہ کرلیں تو یہ اضافہ کسی امتی کے لئے کتنی بڑی جسارت ہے۔

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آج سے چودہ سو سال قبل اپنے آخری رسول ﷺ پر جو دین نازل کیا تھا، وہ آپ ﷺ نے من وعن اُمت تک پہنچا دیا ہے۔ آج یہ دین کتاب وسنت کی صورت میں ہی ہمارے پاس محفوظ ہے، لہٰذا یہ بات ہمیشہ ذہن میں ہونی چاہئے کہ جب تک کوئی نص قطعی موجود نہ ہو کسی دن یا رات یا کسی اور کو افضل یا غیر افضل قرار نہیں دیا جاسکتا۔

اگر واقعی شب میلاد، شب قدر سے افضل ہے تو یہ بات اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو کیوں نہ بتائی؟ یا اگر رسول اللہ ﷺ کو اس کا علم تھا تو آپ نے اس سے اُمت کو آگاہ کیوں نہ کیا؟

اگر اللہ نے یہ بات اپنے رسول ﷺ کو نہیں بتائی اور نہ ہی نبی ﷺ نے اپنی طرف سے اس کے متعلق کچھ فرمایا ہے تو قادری صاحب کو یہ اختیار کس نے دیا کہ وہ ایک ایسی بات کریں جو قرآن وحدیث کے خلاف ہو۔ کیا یہ قرآن وحدیث کی گستاخی نہیں؟

⑧ صدقہ فطر

صدقہ فطر کو زکوٰۃ فطر، زکوٰۃِ صوم، زکوٰۃ رمضان، صدقہ رمضان، فطرانہ اور صدقہ صوم بھی کہا جاتا ہے۔ اس سے مراد وہ صدقہ ہے جو ماہ رمضان کے اختتام پر روزوں کے مکمل ہونے کی خوشی اور ان میں ہو جانے والی کمی کوتاہی کے پیش نظر دیا جاتا ہے تاکہ یہ گناہوں کا کفارہ بن جائے اور محتاجوں کے لیے عید کی خوشیوں میں شمولیت کا ذریعہ بن جائے۔

راجح یہی ہے کہ صدقہ فطر جنس خوراک میں سے ایک صالح مرد، عورت، چھوٹے بڑے، آزاد غلام ہر مسلمان پر فرض ہے۔ چنانچہ سیدنا ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں:

أن رسول الله ﷺ فرض زكوٰة الفطر من رمضان على الناس صاعًا من تمر أو صاعا من شعير على كل حر أو عبد ذكر أو أنثى من المسلمين

”رسول اللہ ﷺ نے رمضان کا صدقہ فطر ایک صاع کھجور یا جو، آزاد، غلام، مرد، عورت ہر مسلمان پر فرض کیا ہے۔“ (صحیح مسلم، رقم:۹۸۴)

دوسری روایت میں یوں ہے:

فرض النبي ﷺ صدقة رمضان على الحر والعبد والذكر والأنثى صاعًا من تمر أو صاعا من شعير (ایضاً)

”رسول اللہ ﷺ نے رمضان کا صدقہ ہر آزاد، غلام، مرد اور عورت پر ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو، کا فرض کیا ہے۔“

صدقہ فطر رمضان المبارک کے اختتام پر اور نماز عید کی ادائیگی سے پہلے پہلے ادا کر دینا چاہیے۔

یہ ہیں رمضان المبارک کے خصوصی اعمال، اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو عمل کی توفیق دے۔ آمین!